شہپرِ جبریل و رُوحِ جبریل

محمود علی انجم ☆

Mahmood Ali Anjum

پروفیسر ڈاکٹر معین نظامی ☆☆

Prof. Dr. Moeen Nizami

Abstract:

Dr. Annemarie Schimmel (Dr. Phil, Dr. Sc. Rel.) was internationaly well known German Orientalist and scholar. She taught many years in Harvard University and University of Bonn. She wrote extensively on Islam, Sufism and Iqbaliat in English, Turkish and German languages. Gabriel's Wing is one of the most famous books written on Allama Muhammad Iqbal's thoughts. This book is about her study into the religious thoughts of Allama Muhammad Iqbal. Shahpr a Gabriel written by Prof. Dr. Muhammad Riaz is Urdu translation of Gabriel's Wing. Rooh a Gabriel is another Urdu translation of this book written by Naeem Ullah Malik. Both of these translations are worth reading.

علامہ اقبال کے دینی افکار پر مشتمل ڈاکٹر این میری شمل (Dr. Annemarie Schimmel) کی کتاب Gabriel's Wing کا پہلا ایڈیشن ۱۹۶۳ء میں ای جے برل لیڈن، نیدر لینڈز نے شائع کیا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۹ء میں اقبال اکیڈمی لاہور نے شائع کیا۔ یہ ایڈیشن چار صد اٹھائیس صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب درج ذیل پانچ عدد ابواب پر مشتمل ہے:

1- Muhammad Iqbal
2- His Interpretation of the Five Pillars of Faith
3- His Interpretation of the Essentials of Faith
4- Some Glimpses of Western and Eastern Influence on Iqbal's Thought, and on his Relations to Mystics and Mysticism
5- To Sum Up

☆ پی ایچ۔ڈی سکالر، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

☆☆ پروفیسر شعبۂ فارسی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

پہلے چار ابواب میں ذیلی عنوانات بھی دیے گئے ہیں۔ فہرست عنوانات (Contents) میں ابواب کی فہرست کے بعد Bibliography اور Index دیے گئے ہیں ۔ ابواب کی فہرست سے قبل Foreword دیا گیا ہے۔ دوسرے ایڈیشن میں Foreword To The Reprint کا اضافہ کیا گیا ہے۔

اردو زبان میں اب تک کتاب Gabriel's Wing کے دو تراجم ہو چکے ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا ''شہپرِ جبریل'' کے عنوان سے ترجمہ کیا ہے جسے ۱۹۸۵ء میں گلوب پبلشرز لاہور نے ۱۹۸۵ء میں شائع کیا تھا۔ یہ ترجمہ چار صد اسی صفحات پر مشتمل ہے۔ نعیم اللہ ملک نے اس کا ''روحِ جبریل'' کے نام سے ترجمہ کیا ہے جسے ۲۰۱۵ء میں ابوذر پبلی کیشنز، لاہور نے شائع کیا تھا۔ یہ ترجمہ چار صد بتیس صفحات پر مشتمل ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمہ کے وقت پہلے ایڈیشن کو مدنظر رکھا تھا۔ دوسرا ایڈیشن ان کے ترجمہ کی اشاعت کے چار سال بعد ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا تھا۔ اس لیے اس میں Gabriel's Wing کے دوسرے ایڈیشن میں شامل طبعِ نو کی پیش گفتار (Foreword To The Reprint) کا ترجمہ شامل نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر محمد ریاض نے اشاریہ (Index) کا ترجمہ بھی نہیں کیا تھا۔

پیش گفتارِ طبعِ نو (Foreword To The Reprint) میں ڈاکٹر این میری شمل نے علامہ محمد اقبال کے اردو و فارسی شعر مجموعوں، خصوصاً جاوید نامہ اور ان کے انگریزی خطباتِ اقبال کے حوالے سے ان کے دینی افکار، تصورِ خودی، تصورِ حقیقتِ مطلقہ اور انقلابی فکر و فلسفہ پر تبصرہ کیا ہے۔ انہوں نے فکرِ اقبال اور فکرِ رومی کا موازنہ پیش کیا ہے۔ علامہ اقبال سے اپنے ذہنی و فکری اور قلبی روابط کا ذکر کیا ہے اور اقبالیات، اردو اور اسلامیات سے متعلقہ اپنی چند ایک تصانیف کا ذکر کیا ہے۔ آخر پر انہوں نے اس امر اور خواہش کا اظہار کیا ہے کہ علامہ اقبال سینۂ قوم میں دل کی حیثیت رکھتے ہیں اور دعا ہے کہ دل کی طرح قوم کے سینے میں دھڑکتے رہیں یعنی مسلم قوم ان کے افکار سے متاثر ہو کر فکری و عملی اصلاح میں مصروف رہے اور ہر لحاظ سے کمال و بقا حاصل کرے۔

ترجمہ کے شروع میں ''تعارف: از ڈاکٹر غلام علی الانا'' اور ''مقدمہ: از مترجم'' دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ''پیش گفتار: از مصنف'' کے عنوان سے Foreword کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ بعد میں ترتیب سے تمام ابواب اور کتابیات کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ ''تعارف'' میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کے وائس چانسلر ڈاکٹر غلام علی الانا نے ''شہپرِ جبریل'' کو ڈاکٹر محمد ریاض کی قابلِ تعریف کاوش قرار دیا اور تسلیم کیا کہ یہ ترجمہ دراصل اقبال کے فکر و فن بالخصوص ان کے دینی افکار کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ ہے۔ اس کی بدولت اصل کتاب کی افادیت کا دائرہ وسیع ہو گیا ہے۔ اس میں مترجم کی طرف سے قیمتی حواشی کے اضافہ اور تسامحات کی نشاندہی کی بدولت ان کی یہ کوشش اقبالیات میں ایک قیمتی اضافے کی حیثیت رکھتی

ہے۔(۱)

''مقدمہ'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے پروفیسر ڈاکٹر این میری شمل کی شخصیت اور علمی وادبی خدمات کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ پروفیسر ڈاکٹر این میری شمل (ولادت ۱۹۲۳ء) بون یونیورسٹی اور ہارورڈ یونیورسٹی میں پڑھاتی رہی ہیں۔ علم وادب اور تحقیق و تدقیق کے لحاظ سے وہ بین الاقوامی طور پر معروف شخصیت ہیں۔ انہوں نے اسلامی فکر وفن، اقبالیات اور تصوف کے موضوع پر انگریزی، ترکی، جرمن زبانوں میں منثور ومنظوم کتب، مقالات اور تراجم تخلیق کیے ہیں۔ حکومتِ پاکستان نے انہیں ستارۂ قائداعظم اور ہلالِ امتیاز کے علمی اعزازات دیئے اور ہمارے ملک کی تین یونیورسٹیاں، سندھ یونیورسٹی، پشاور یونیورسٹی اور قائدِاعظم یونیورسٹی انہیں ڈاکٹریٹ کی اعزازی اسناد پیش کر چکی ہیں۔ ان کی کتاب ''Gabriel's Wing'' مجموعی طور پر اقبال پر لکھی جانے والی عمدہ اور اعلیٰ کتابوں میں سے ایک ہے۔ اس میں انہوں نے نہایت منفرد انداز سے اسلامی عقائد کے حوالے سے اقبال کے مذہبی افکار بیان کیے ہیں۔(۲)

ڈاکٹر محمد ریاض ترجمہ کا خاص، منفرد اسلوب رکھتے تھے۔ انہوں نے قریباً تمام تراجم اس اسلوب کے مطابق کیے ہیں۔ اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں:

> ''ترجمے کے سلسلے میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ میں متن کو سامنے رکھ کر قلم برداشتہ ترجمہ لکھتا گیا نہ عبارت آرائی کی ہے نہ پاک نویسی۔ جرمن اور فرانسیسی زبانوں کی کتابوں اور رسالوں کے حوالے حذف کر دیے اور کہیں کہیں حواشی متن میں آ گئے اور کہیں اس کے برعکس متن حاشیے میں چلا گیا۔ پھر بعض حاشیے مترجم کو بے جواز نظر آئے جبکہ بعض توضیحی حواشی کا اضافہ کرنا پڑا کوشش یہی رہی ہے کہ افہام وابلاغ مطالب کے سلسلے میں کوئی دشواری نہ رہے۔''(۳)

> ''مصنف نے اقبال اور دوسروں کے اردو یا فارسی اشعار نیز حضرت علامہ یا دوسروں کی اردو تحریروں کے تراجم دیئے تھے۔ میں نے اصل کتاب کا متن تلاش اور نقل کیا ہے۔ قارئین محسوس کریں گے کہ یہ کام آسان نہ تھا۔ پھر حضرت علامہ کی انگریزی کتابوں کے اقتباسات معتبر اور معیاری تراجم میں سے نقل کیے گئے ہیں۔ اقبال کے ڈاکٹریٹ کے مقالے کے اقتباسات، فلسفۂ عجم (میر حسن الدین)، خطبات انگریزی کے حصے، تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ (سید نذیر نیازی) اور ڈائری کے اقتباسات، شذراتِ فکر اقبال (ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی) سے۔ اُمید ہے کہ یہ طریقِ حوالہ مفید رہے گا۔''(۴)

کتاب Gabriel's Wing اور اس کے اردو ترجمہ ''شہپرِ جبریل'' کا اول تا آخر تقابل و موازنہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے تمام ترجمہ میں مذکورہ بالا اسلوب اختیار کیا ہے۔

کہیں ترجمہ تحت اللفظی ہے تو کہیں پر بامحاورہ ہے۔ بعض مقامات پر ترجمہ کے بجائے ترجمانی نظر آتی ہے۔ بعض جگہوں پر ترجمہ میں متن کا مفہوم واضح کرنے کے لیے کچھ اضافہ کیا گیا ہے۔ کچھ جگہوں پر اصل متن کا ترجمہ نہیں دیا گیا۔ اس طرح انھوں نے اصل کتاب کے مطابق حوالہ جات وحواشی تحریر کرنے کے بجائے اپنی صوابدید کے مطابق حواشی کے مقامات بدل دیے ہیں۔ اصل کتاب کے پاورق میں دیے گئے حواشی متن میں آ گئے ہیں اور بعض متن میں دیے گئے حواشی پاورق میں چلے گئے ہیں۔ بعض حواشی حذف کر دیئے گئے ہیں اور بعض اختلافی وتوضیحی حواشی کا اضافہ کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ان تبدیلیوں، اضافوں اور احذاف کی بعض مقامات پر نشاندہی کی ہے اور بعض مقامات پر ان کی نشاندہی نظر نہیں آتی۔ اسی طرح فاضل مترجم نے کتابیات میں سے بھی کتابوں اور رسالوں کے حوالے حذف کر دیئے ہیں۔ اگر یہ حوالے حذف نہ کیے جاتے تو بین الاقوامی سطح پر بھی اس ترجمہ کی حیثیت مستند رہتی اور دیگر ممالک کے محققین، ناقدین وقارئین کے لیے حسبِ ضرورت ان سے استفادہ ممکن ہوتا۔

مصنفہ (ڈاکٹر این میری شمل) نے اپنی کتاب میں علامہ محمد اقبال اور دوسروں کے اردو یا فارسی اشعار اور تحریروں کے انگریزی میں تراجم دیے ہیں۔ فاضل مترجم ڈاکٹر محمد ریاض نے تصانیفِ اقبال اور دیگر علماء وحکما کی اصل تصانیف سے ان تراجم سے متعلقہ اصل متن تلاش کر کے دیا ہے جس وجہ سے اس ترجمہ کی افادیت میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔ Gabriel's Wing کے صفحہ xvi پر فاضل مصنفہ نے مخففات (Abbreviations) دیے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمہ میں اختیار کیے گئے اردو مخففات کا اصل کتاب کے مقابلہ میں قدرے اختصار سے ذکر کیا ہے۔

بحیثیت مجموعی دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے ترجمہ میں نہایت خوبصورتی سے اصل کتاب کا نفسِ مضمون بیان کیا ہے اور متن کے حقیقی مفہوم سے کہیں بھی اعراض نہیں کیا۔ تاہم انھوں نے ''حواشی'' اور ''کتابیات'' کے ترجمہ میں جو اختصار اختیار کیا ہے اس کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اگر وہ حواشی وکتابیات سے متن حذف نہ کرتے اور انہیں مختصر نہ کرتے تو زیادہ سے زیادہ آٹھ دس صفحات مزید لکھنا پڑتے اور ترجمہ کا معیار بھی متاثر نہ ہوتا۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے ترجمہ میں اختلافی، توضیحی، تنقیدی اور تحقیقی حواشی بھی دیے ہیں جن کی بدولت یہ ترجمہ تحقیقی وتنقیدی مطالعہ کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ مترجم نے کتاب کے اکثر صفحات پر ایسے حواشی دیے ہیں اور ان کے ساتھ قوسین میں ''مترجم'' کا لفظ لکھ کر ان کی حیثیت بھی متعین کر دی ہے۔ مترجم کے لکھے ہوئے بعض ایسے حواشی بھی نظر آتے ہیں جن کے ساتھ لفظ ''مترجم'' نہیں لکھا گیا۔[۵]

ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمہ میں ایک اور کمزوری یہ نظر آتی ہے کہ انھوں نے مترجمہ کتاب کا اشاریہ مرتب نہیں کیا ہے۔ اگر ترجمہ میں ''اشاریہ'' شامل کر دیا جاتا ہے تو اس کی افادیت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ انھوں نے فارسی اشعار کا ترجمہ بھی نہیں دیا ہے۔ نعیم اللہ ملک نے ترجمہ میں ''اشاریہ'' دیا

ہے۔اس کے علاوہ انہوں نے فارسی اشعار کا ترجمہ بھی دیا ہے۔

دونوں تراجم کے اسلوبِ ترجمہ، ان کی خوبیوں اور اصلاح طلب پہلوؤں سے آگاہی کے لیے اس کے مختلف ابواب سے چند ایک مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

کتاب Gabriel's Wing کا پیش گفتار (Foreword) تین صفحات (vii to ix) پر مشتمل ہے۔اصل متن سترہ (۱۷) عدد عبارتوں پر مشتمل ہے جبکہ اس کا ترجمہ تیرا (۱۳) عدد اردو عبارتوں پر مشتمل ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً تمام ترجمہ میں اپنی صوابدید کے مطابق عبارتیں بنائی ہیں اور اصل متن کے مطابق ہر ایک عبارت کا الگ الگ ترجمہ نہیں دیا ہے۔انہوں Foreword میں سے تین عبارتوں کا ترجمہ نہیں دیا ہے۔صفحہ نمبر viii سے پہلی دو عبارتیں حذف کر دی گئی ہیں۔مترجمہ کتاب کے صفحہ نمبر ۱۱ پر علامتِ حذف دی گئی ہے اور حاشیہ میں وضاحت دی گئی ہے کہ ان عبارتوں میں کتاب کے انگریزی اسلوب اور املا کا ذکر ہے جسے ترجمہ کرنا غیر ضروری تھا۔

پیش لفظ (Foreword) کے آخر پر فاضلہ مصنفہ ٹائپسٹ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھتی ہیں :

> ''And I thank Mrs. Anny Boymann for typing the manuarcript so corefully.'' (۲)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس جملے کا بھی ترجمہ نہیں کیا اور حذف کے مقام پر علامتِ حذف دے کر حاشیہ میں لکھ دیا ہے:

> ''اِ مسودے کی ٹائپسٹ کا شکریہ (مترجم)''(۷)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس جملے کا بھی ترجمہ نہیں کیا اور حذف کے مقام پر علامتِ حذف دے کر حاشیہ میں لکھ دیا ہے۔

مندرجہ بالا جملہ حذف کرنے کے بجائے اگر ترجمہ بھی دے دیا جاتا تو کچھ فرق نہ پڑتا۔

باب اول (Muhammad Iqbal) میں The Historical Background (تاریخی پس منظر) کے ذیلی عنوان کے تحت ڈاکٹر این میری شمل لکھتی ہیں:

> Iqbal has praised him in his poetry as
> the moth around the flam of Divine Unity
> He sat, like Abraham, inside the idol-temple (R 113)
> (the prophet Abraham is the true monotheist who had broken the idols of his father, cf IIIC). Already in 1910, Iqbal was aware of the importance of Aurangzeb for the history of Muslim India--as contrasted to the all-embracing mystical sway of his unfortunate brother Dara Shikoh:(۸(

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

''اقبالؔ نے اپنی شاعری میں اورنگزیب کی بہت تعریف کی ہے۔ جیسے:

شعلۂ توحید را پروانہ بود
چوں براہیمؑ اندریں بت خانہ بود (ر۔ب)

اس قسم کے اشعار لکھنے سے قبل (۱۹۱۰ء میں) اقبال نے برصغیر کی تاریخ میں اورنگ زیب کی اہمیت کے بارے میں اپنی آگاہی کا ثبوت دیا ہے۔ وہ جانتے تھے کہ اورنگ زیب نے صوفیہ کے اثر ورسوخ اور اپنے بدقسمت بھائی داراشکوہ پر بڑی مشکل سے غلبہ پایا تھا۔ ان کے شذراتِ فکر اور ایک لیکچر میں ہمیں یہ عبارت ملتی ہے۔''

ترجمہ از نعیم اللہ ملک:

محمد اقبال نے اپنی شاعری میں اورنگ زیب کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے:

شعلۂ توحید را پروانہ بود
چوں براہیمؑ اندریں بت خانہ بود

ترجمہ: وہ توحید کے شعلے کا پروانہ تھا
وہ اس بت خانے میں ابراہیمؑ کی طرح تھا

ابراہیم علیہ السلام سچے توحید پرست تھے جنھوں نے اپنے والد کے بتوں کو پاش پاش کر دیا تھا۔ محمد اقبال مسلم ہندوستان کی سیاسی تاریخ میں اپنے بدنصیب بھائی داراشکوہ کے ڈگمگاتے تصوف کے برعکس اورنگ زیب کی اہمیت سے بخوبی آگاہ تھے۔''(۹)

انگریزی متن سے ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمہ کا موازنہ کرنے سے درج ذیل امور سامنے آتے ہیں:

۱۔ پہلی سطر میں 'him' کا ترجمہ 'اُس کی' ہونا چاہیے اور ''اورنگ زیب'' کا نام قوسین میں آنا چاہیے۔

۲۔ ترجمہ میں ''رموز بے خودی'' کے انگریزی ترجمہ کی جگہ پر اصل فارسی شعر دیا گیا ہے جو کہ نہایت مستحسن بات ہے۔ اگر اس شعر کے حوالہ میں صفحہ نمبر دے دیا جاتا اور ساتھ ہی شعر کا اردو ترجمہ دے دیا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔

۳۔ شعر کے بعد قوسین میں دیے گئے انگریزی جملے کا ترجمہ نہیں دیا گیا۔ اس طرح ایک جملے کا ترجمہ حذف کرنے کی کوئی خاص وجہ سمجھ نہیں آتی۔

۴۔ زیرِ تبصرہ عبارت کے آخری طویل جملے کا ترجمہ درست نظر نہیں آتا۔ اس جملے کا ترجمہ اس طرح سے ہو سکتا ہے:

''اس (قسم کے اشعار لکھنے) سے قبل ۱۹۱۰ء میں اقبال مسلم انڈیا کے لیے، اورنگ زیب کے بدقسمت بھائی داراشکوہ کی مکمل صوفیانہ وارفتگی (all-embracing mysticism

sway) کے مقابلے میں، اورنگ زیب کی اہمیت سے آگاہ تھے۔"

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس جملے کا مفہوم واضح کرنے کے لیے ترجمہ میں اضافہ کر دیا کہ "اُن کے شذراتِ فکر اور ایک لیکچر میں ہمیں یہ عبارت ملتی ہے۔" اسی ضمن میں انہوں نے اس صفحہ کے پاورق میں نوٹ دیا ہے:

"اس کے آزاد اور ملخص اردو ترجمے کا عنوان "ملتِ بیضا ایک عمرانی نظر" ہے (پورا انگریزی متن اب مجلہ 'تحقیق' لاہور میں شائع ہوا ہے۔ اکتوبر ۱۹۸۰ء (مترجم)"

۵۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمہ کا مفہوم واضح کرنے اور فکرِ اقبال کی ترجمانی کا احسن طور پر حق ادا کرنے کے لیے، ترجمہ میں اضافہ سے اور حواشی میں توضیحی نوٹ دے کر اورنگ زیب اور داراشکوہ کے فکری تضاد کی وضاحت کی ہے اور ساتھ ہی شذراتِ فکر اور ان کے لیکچر کا حوالہ دے کر واضح کیا ہے کہ اقبال کے کلام کے علاوہ ان کے منثور آثار کے مطالعہ سے بھی واضح ہوتا ہے کہ وہ ۱۹۱۰ء سے قبل ہی اورنگ زیب کے بارے میں خاص نقطہ نظر قائم کر چکے تھے۔ نعیم اللہ ملک کے ترجمہ میں اس طرح کی کوئی کوشش نظر نہیں آتی۔ انہوں نے فارسی شعر اور اس کا ترجمہ تو دیا ہے مگر شعر کا حوالہ نہیں دیا جبکہ انگریزی متن میں حوالہ (R113) دیا گیا ہے۔ ان کا آخری جملے کا ترجمہ متن اور مفہوم کے لحاظ سے ادھورا ہے۔ انہوں نے ترجمہ میں سن ۱۹۱۰ء کا ذکر نہیں کیا۔ الفاظ 'for the history of Muslim India' کا ترجمہ 'مسلم ہندوستان کی سیاسی تاریخ' کیا گیا ہے۔ ترجمہ میں لفظ 'سیاسی' اضافی ہے اور پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمہ پر انتقادات میں اس طرح کے اضافوں یا تبدیلیوں پر بھی گرفت کی گئی ہے اور چند ایک مثالوں کی بنا پر ان کے ترجمہ کو غیر معیاری قرار دیا گیا ہے۔ فاضل مترجم نعیم اللہ ملک نے فارسی شعر کے بعد کے جملے میں دیے گئے حوالے "cf. IIIC" سے متعلقہ درج ذیل توضیحی نوٹ کا ترجمہ بھی نہیں دیا:

cf. also his speech: Islam, as a social and political ideal, in which he underlines the importance of Aurangzeb even more. (Aligarh, 1910).

ڈاکٹر محمد ریاض نے مندرجہ بالا توضیحی نوٹ کا ترجمہ دیا ہے۔ نعیم اللہ ملک نے الفاظ 'all-embracing mystical sway' کا ترجمہ کرتے وقت لفظ 'all-embracing' کا مفہوم نظر انداز کر دیا ہے:

all-embracing = including, covering or applying to all ہمہ گیر

mystical sway = influenced by mysticism صوفیانہ خودوارفتگی

باب اول کے آخر پر ڈاکٹر این میری شمل لکھتی ہیں:

The poet was aware that it was a difficult task to become a

Muslim in this sense of the word--he himself reminds his reader in the Javid nama (J 1122f.) of the story told by Moulana Rumi about the Magian priest who did not embrace Islam because he saw before him the example of his neighbour, the great mystic Bayezid Bistami, and was afraid that he never would reach these heights of the living faith.

When I say 'I am a Muslim' I tremble, because I know the difficulties of the witness: ''There is no God but God''! (AK 81).

From this basis we may interpret Iqbal's doctrine of God and man, and show how he understands the contents of the Muslim Creed, and the Five Pillars of Faith.)[۱۰]

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

شاعر فلسفی کو مگر احساس تھا کہ عملی مسلمان بننا آسان نہیں۔ جاوید نامے میں اس نے خود رومیؔ کی مثنوی سے ایک داستان نقل کر کے نصب العینی مسلمان بننے کی مشکلات بتادی ہیں۔ ہوا یہ کہ کسی مجوسی کو ایک مسلمان نے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ اس نے کہا:

اگر اسلام یہی ہے جس پر میرے پڑوسی بایزید بسطامی عمل پیرا ہیں تو میں اس پر عمل کرنے کی اپنے آپ میں سکت اور اہلیت نہیں پاتا۔'' ارمغان حجاز کی ایک ہے (حضور رسالتمابؐ)

اپنے آپ میں سکت اور اہلیت نہیں پاتا۔'' ارمغان حجاز کی ایک ہے (حضور رسالتمابؐ)

بنور تو برافروزم نگہ را — کہ بینم اندرون مہر و مہ را
چو میگویم مسلمانم، بلرزم — کہ دانم مشکلاتِ لا الٰہ را

اقبال کے ان مذہبی محرکات کی روشنی میں ہمیں اس کے خدا اور انسان کے تصور کی وضاحت کرنا ہے۔ اور اس کی تصانیف سے دین اسلام کی تعلیمات خصوصاً ارکان خمسہ اسلام کے سمجھنے کی کوشش کرنا ہے۔

ترجمہ از نعیم اللہ ملک:

''شاعر کو اس بات کا پورا ادراک تھا کہ ان اوصاف کا حامل مسلمان بننا ایک مشکل کام ہے۔ انہوں نے جاوید نامے میں مولانا رومیؔ کی زبانی اس عابد و زاہد آتش پرست کا قصہ بیان کیا ہے جو عظیم صوفی بایزید بسطامی کا ہمسایہ تھا اور جسے ایک مسلمان نے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تھی۔ اس مجوسی نے جواب میں کہا: ''اگر اسلام یہی ہے جس پر میرے پڑوسی بایزید عمل پیرا ہیں تو مجھ میں اس زندہ دین کی رفعتوں پر پہنچنے کی ہمت نہیں۔''

چو می گویم مسلمانم، بلرزم

کہ دانم مشکلاتِ لا الٰہ را

ترجمہ: میں جب خود کو مسلمان کہتا ہوں تو کانپ اٹھتا ہوں
کیوں کہ میں ''لا الٰہ'' کی مشکلات جانتا ہوں

اس بنیادی نکتے سے ہم خدا اور انسانوں کے بارے میں محمد اقبال کے نظریے کی تشریح کر سکتے اور یہ واضح کر سکتے ہیں کہ دین اسلام اور اس کے پانچ ارکان کے متعلق ان کا نقطہ نظر کیا تھا۔''(۱۱)

مذکورہ بالا تراجم کا متن سے موازنہ کرنے پر درج ذیل امور واضح ہوتے ہیں:

۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے انگریزی متن کا تحت اللفظی ترجمہ نہیں کیا ہے۔ اس ترجمے میں جملوں کی بناوٹ اور زمانے (tenses) بھی مدنظر نہیں رکھے گئے۔ تاہم انہوں نے متن کا حقیقی مفہوم کافی حد تک درست بیان کیا ہے۔ اس کے پہلے طویل جملے کا ترجمہ اس طرح سے ہو سکتا تھا:

''شاعر (علامہ اقبال) آگاہ تھے کہ لفظ مسلمان کے حقیقی مفہوم کے مطابق مسلمان بننا مشکل کام ہے۔ وہ اپنے قاری کو جاوید نامہ میں مولانا رومی کی بیان کردہ ایک مجوسی پادری کی کہانی یاد دلاتے ہیں جس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا کیونکہ وہ اپنے ہمسائے عظیم صوفی بایزید بسطامی کے کردار کا مشاہدہ کر چکا تھا اور خوف زدہ تھا کہ وہ ایمان کے ان اعلیٰ مدارج تک کبھی بھی نہیں پہنچ سکے گا۔''

۲۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے انگریزی متن میں اسرارِ خودی کے دیے ہوئے شعر کے ترجمہ سے متعلقہ نہ صرف یہ کہ اصل فارسی شعر دیا ہے بلکہ اس سے قبل کا بھی شعر دے دیا ہے۔ انہوں نے ترجمہ میں ایک شعر کے اضافہ کا 'حواشی' میں ذکر نہیں کیا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے فارسی اشعار کا حوالہ اور اردو ترجمہ بھی نہیں دیا ہے۔

۳۔ انہوں نے مذکورہ بالا انگریزی متن کے آخری جملے کا جو ترجمہ دیا ہے وہ نہ تو تحت اللفظی ہے اور نہ ہی بامحاورہ۔ ان کا یہ ترجمہ متن کے مفہوم اور ترجمانی پر مشتمل ہے۔ اس کا ترجمہ اس طرح سے ہو سکتا ہے:

''اس بنیاد پر ہم خدا اور انسان کے بارے میں اقبال کے تصور کو سمجھ سکتے ہیں اور وضاحت کر سکتے ہیں کہ وہ اسلامی ضابطہ حیات اور ارکانِ خمسہ کے بارے میں کیا سمجھ بوجھ رکھتے ہیں۔''

۴۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمہ میں دیے گئے اشعار ارمغانِ حجاز فارسی کے حصہ ''حضور رسالتؐ'' کی ایک رباعی کے ہیں۔ ان کا ترجمہ و مفہوم یہ ہے:

''میں آپؐ کے نور سے اپنی نگاہ کو روشن کر رہا ہوں جس کے نتیجے میں، میں سورج اور چاند کے اندر دیکھتا ہوں یا میں دیکھ لوں۔ (آپؐ کی تعلیمات اور آپؐ سے عشق کی بنا پر کائنات

کے راز مجھ پر کھل جاتے ہیں یا کھل سکتے ہیں)

جب میں یہ کہتا ہوں کہ ''میں مسلمان ہوں'' تو میں کانپ اٹھتا ہوں، کیونکہ میں لا الٰہ (اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور حضورؐ اس کے رسول ہیں۔ توحید) کی مشکلات سے آگاہ ہوں۔''

مراد یہ ہے کہ زبانی کلمہ پڑھ لینا آسان کام ہے، اس پر عمل کرنا اور اس سے متعلق ذمہ داریاں نبھانا بہت ہی مشکل کام ہے۔ (۱۲)

ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمہ میں دیے گئے فارسی اشعار کا جو حوالہ دیا ہے وہ نامکمل ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''ارمغانِ حجاز کی ایک ہے (حضور رسالتمآبؐ)'' (۱۳)

دیے گئے حوالہ میں لفظ ''رباعی'' نہیں دیا گیا۔ یہ رباعی ''حضور رسالتؐ'' کے عنوان سے دی گئی ہے نہ کہ ''حضور رسالت مآب ﷺ'' کے عنوان سے۔

۵۔ نعیم اللہ ملک نے بھی ترجمہ کرتے وقت انگریزی جملوں کی بناوٹ اور زمانوں (Tenses) کو مدنظر نہیں رکھا اور ترجمہ کے بجائے ترجمانی کی ہے۔ انگریزی متن کے ابتدائی الفاظ سے ہی اندازہ ہوتا ہے کہ ترجمہ کرتے وقت لفظی نزاکتیں مدنظر نہیں رکھی گئیں۔ ابتدائی الفاظ ''The poet was aware..'' کا ترجمہ 'شاعر کو اس بات کا پورا ادراک تھا' کیا گیا ہے۔ اس میں لفظ 'پورا' اضافی ہے۔ اگر انگریزی متن میں ''fully aware'' کے الفاظ استعمال ہوتے تو پھر ترجمہ میں لفظ 'پورا' یا 'مکمل' کا استعمال روا تھا۔ تمام ترجمہ میں یہی روش نظر آتی ہے۔ انگریزی متن میں دیے گئے حوالہ جات (AK81,1122f) اردو ترجمہ میں مفقود ہیں۔ تاہم، مجموعی طور پر ترجمہ متن کے مفہوم کے قریب تر ہے۔

Gabriel's Wing کے باب دوم (ص ۸۶ تا ۲۰۱) کے آخر سے ایک اقتباس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

> In his literary condemnation of the tenents of the Qadiani-sect which was, in the thirties, most active in the Punjab, it is one of the points of controversy--besides the problem of the finality of Prophethood--that the Qadianis and Ahmadis advocated a purely spiritual interpretation of jihad.
>
> *The shaikh has given a fetwa: It is the time of the pen,*
>
> *Now there is no more work left for the sword! (ZK 22).*
>
> He has even depicted Satan in a poem, composed in 1936, as an advocate of this conviction and has made him declare that Holy War was now forbidden for the Muslims of this age--a hint to the Qadinani doctrine.(۱۴)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

''۱۹۳۵ء کے لگ بھگ' پنجاب میں بالخصوص احمدیوں اور قادیانیوں کے خلاف مسلمانوں

کے جذبات بھڑکے اور اقبال نے ان کے خلاف جو کچھ لکھا وہ مسئلہ ختم نبوت کے علاوہ جہاد کے سلسلے میں ہے کیونکہ یہ لوگ جہاد بالسیف کے مخالف ہیں:

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر (ض ک)

۱۹۳۶ء میں ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' کے عنوان سے اقبال نے جو طویل اردو نظم لکھی، اس میں ابلیس اس بات سے خرسند نظر آتا ہے کہ اس عصر کے مسلمان روحِ مقاومت اور جذبہ جہاد سے بالکل غافل ہو چکے ہیں اور ضمناً یہاں بھی احمدیوں اور قادیانیوں پر انتقاد ہے:

کس کی نومیدی پہ حجت ہے یہ فرمانِ جدید
ہے جہاد اس دور میں مردِ مسلماں پر حرام (ا ح)

ترجمہ از نعیم اللہ ملک:

''۱۹۳۰ء کے عشرے میں قادیانیوں کے خلاف، جو پنجاب میں بہت سرگرم ہو گئے تھے۔ رسول اللہؐ کی ختمِ نبوت کے علاوہ جہاد کے مسئلے پر بھی نزاع پیدا ہو گیا اور قادیانی جہاد کی خالص روحانی تعبیر کرنے لگے (منیر رپورٹ صفحات ۱۹۱، ۱۹۳، ۲۲۲، ۲۲۵) تو محمد اقبال نے قادیانیت کے بانی پر شدید نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا:

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر

محمد اقبال نے ۱۹۳۶ عیسوی میں ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' کے عنوان سے جو نظم لکھی، اس میں شیطان بھی اس عقیدے کی وکالت کرتا ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں کے لیے جہاد ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔ یہاں شاعر کا اشارہ قادیانی نظریے کی جانب ہے۔ [۱۵]

ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمہ کا اصل متن سے موازنہ کریں تو درج ذیل امور واضح ہوتے ہیں:

۲۔ ترجمہ میں بیان کردہ ضربِ کلیم کے ایک شعر کے ترجمہ کے بجائے اصل شعر دیا گیا ہے جو ایک مستحسن بات ہے۔

۳۔ ترجمہ میں ارمغانِ حجاز اردو (ص ۶۴۹) سے ایک شعر دیا گیا ہے۔ جس کا اصل متن میں ذکر نہیں مگر متن کے مفہوم کے لحاظ سے یہ شعر درست ہے۔ حواشی میں اس اضافہ کا ذکر نہیں کیا گیا۔

۴۔ اشعار کے دیے گئے حوالہ جات بھی نامکمل ہیں۔ ان اشعار کے مآخذ کے ساتھ صفحہ نمبر بھی دیے جانے چاہئیں تھے۔

۵۔ نعیم اللہ ملک کے ترجمہ میں بھی مفہوم کے ابلاغ پر زیادہ توجہ دی گئی ہے۔ ترجمہ کرتے وقت انگریزی جملوں کی بناوٹ اور ترتیب کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔ ترجمہ میں انگریزی متن کے حوالہ جات بھی نہیں

دیے گئے۔ ضربِ کلیم کا شعر بھی بغیر حوالہ کے دیا گیا ہے۔ ترجمہ میں منیر رپورٹ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ یہ حوالہ پاورق میں یا الگ سے حوالہ جات وحواشی کے عنوان کے تحت دیا جانا چاہیے تھا۔ اس کے علاوہ انگریزی متن میں دیے گئے توضیحی نوٹ کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔ تاہم، بحیثیت مجموعی، نعیم اللہ ملک کا ترجمہ بھی متن کے مطابق اور درست ہے۔

How revolutionary such an expression was, can be understood from the famous story which is contained in Attar's both prose and poetry: that a certain mystic who claimed to have reached the stage of satisfaction (rida) asked God ''O my Lord, art Thou satisfied with me that I am completely satisfied with Thee? And the answer came: Thou liar--if thou werest satisfied with us thou wouldst not have asked Our satisfaction!'' 1840 (۱۶)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

''مقامِ رضا' نہایت بلند ہے اور اس کی اہمیت کے بارے میں ہم کسی صوفی کی ایک داستان کی طرف اشارہ کر دیں جسے عطاؔر نے نثر (تذکرۃ الاولیا، ج ۲) اور نظم (الٰہی نامہ) دونوں میں لکھا ہے۔ ہوا یہ کہ 'مقامِ رضا' پر پہنچنے کے دعویدار ایک صوفی نے خدا سے مناجات کی:'' خدایا، میں تو تجھ سے بالکل راضی ہوں لیکن کیا تو بھی مجھ سے مکمل طور پر راضی ہے؟'' اسے جواب سنائی دیا:'' تم جھوٹے ہو۔ اگر تم واقعی مجھ سے راضی ہوتے، تو تمہیں میری رضا پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔''

ترجمہ از نعیم اللہ ملک:

''یہ اندازِ تخاطب کس قدر انقلابی نوعیت کا ہے، اس کا اندازہ اس مشہور قصے سے لگایا جا سکتا ہے جسے عطاؔر نے نثر اور شاعری دونوں میں بیان کیا ہے: ایک صوفی نے، جو مقام رضا پر پہنچنے کا دعویدار تھا، خدا سے سوال کیا: خدایا! میں تو تجھ سے بالکل راضی ہوں لیکن کیا تو بھی مجھ سے پوری طرح راضی ہے؟ اس پر اسے خدا کی جانب سے یہ جواب ملا: اے جھوٹے اگر تم مجھ سے واقعی راضی ہوتے تو تمہیں میری رضا پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی!''(۱۷)

۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ بہت موزوں اور رواں ہے۔ الفاظ کا انتخاب خوبصورت ہے۔ ترجمہ پر اصل کا گمان ہوتا ہے۔ انگریزی متن سے متعلقہ ایک توضیحی نوٹ صفحہ کے زیریں حاشیہ میں دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر این میری شمل حاشیہ میں لکھتی ہیں:

''184) Attar, Ilahinama ed. Ritter, p/209; the same story almost al-Husri in his Tadhkira II 175.''(۱۸)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا ترجمہ حاشیہ میں دینے کے بجائے ترجمہ کے ساتھ ہی قوسین میں دیا

ہے۔ان کے ترجمہ میں دیے گئے حوالہ جات بھی اصل انگریزی متن کے لحاظ سے نامکمل اور مختصر ہیں۔

۲۔ نعیم اللہ ملک کا ترجمہ بھی متن کے مطابق اور درست ہے۔انہوں نے متن سے متعلقہ حاشیہ کا ترجمہ نہیں دیا۔ان کے ترجمہ میں خط کشیدہ الفاظ ''پوری طرح'' اور ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمہ میں شامل الفاظ ''مکمل طور پر'' زائد از متن ہیں۔

باب سوم سے ایک اور اقتباس اور اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

On the question of the poet why this mysterious world is still hidden in its veils and has not yet realized in full during the 13 centuries of Islamic history Afghani again attacks the convential mollas whose eyes are blinded against the sun of Divine truth, and calls Iqbal himself to preach and practice the interior richness of the Divine Book. In this interpretation the Quran is not merely the single remedy for individuals and nations.

do you not know: the burning of your reciting of the Quran makes

different the destiny of life? (AH 133)

but the enternal leader for humanity:

its wisdom is the jugular vein of the nation (R 117)

says Iqbal with an open reference to Sura 50/16 according to which God is nearer to man than his jugular vein.(۱۹)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

شاعر کے اس سوال پر کہ تاریخ اسلام کی صدیاں گزر جانے کے باجود عالم قرآنی اب تک مشہود کیوں نہ ہوسکا سید موصوف ملاؤں پر انتقاد کرتے ہیں وہ کہتے کہ ملا کی آنکھیں صدقِ الٰہی کے آفتاب سے بند ہیں۔وہ اقبال سے کہتے ہیں کہ کتاب اللہ کے حقائق تم بیان کرو۔اس توضیح کی رو سے، جیسا کہ اقبال نے دوسری کتابوں میں بھی لکھا، قرآن مجید مسلم افراد یا اقوام کا ہی نہیں، ساری انسانیت کا رہبر و رہنما ہے اور جس طرح خدا انسان کی شاہ رگ سے قریب ہے (القرآن ۱۶۔۵۰) اس کی وحی بھی افراد و اقوام کی شاہ رگ سے قریب تر ہے:

ن ۱۶۔۵۰) اس کی وحی بھی افراد و اقوام کی شاہ رگ سے قریب تر ہے:

تو می دانی کہ سوزِ قرأت تو دگر گوں کرد تقدیرِ عمر را (اح)

قلب مسلم را کتابش قوت است حکمتش حبل الورید ملت است (رب)(۲۰)

ترجمہ از نعیم اللہ ملک:

''شاعر یہ سوال کرتا ہے کہ یہ پُراسرار دنیا اب تک پردوں میں کیوں مستور ہے اور صدیاں

گزر جانے کے باوجود عالم قرآنی اب تک کیوں مشہود نہیں ہو سکا؟ جمال الدین افغانی اس کے جواب میں روایتی ملاؤں پر پھر حملہ کرتے ہیں جن کی آنکھیں صدقِ الٰہی کے آفتاب سے بند ہیں۔ وہ محمد اقبال سے کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی داخلی عظمت اور دلفریبی کی تبلیغ کا فریضہ وہ خود انجام دیں۔ اس سلسلے میں یہ بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ قرآن صرف افراد اور قوموں کا ہی نہیں، پوری انسانیت کا رہبر و رہنما ہے۔

ز شامِ ما بروں آور سحر را   بہ قرآں باز خواں اہلِ نظر را
تو می دانی کہ سوزِ قرأت تو   دگر گوں کرد تقدیرِ عمرؓ را

ترجمہ: ہماری شام سے صبح نکالو
اہلِ نظر کو پھر قرآن کی طرف بلاؤ
تم جانتے ہو کہ تمہاری قرأت کے سوز نے
جنابِ عمرؓ کی تقدیر بدل دی تھی

قرآن حکیم پوری نوعِ انسانی کا ابدی رہنما ہے:

قلب مومن را کتابش قوت است
حکمتش حبل الورید ملت است

ترجمہ: قرآن قلبِ مومن کے لیے قوت ہے
قرآن کی حکمت ملت کی شاہ رگ ہے

یہاں محمد اقبال نے قرآن پاک کی پچاسویں سورہ قٓ کی سولھویں آیت کا کھلا حوالہ دیا ہے جس میں ارشادِ خداوندی ہے: اور ہم اس کی رگِ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

ا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ انگریزی متن کی ترجمانی پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر این میری شمل نے ارمغانِ حجاز کے ایک شعر کا انگریزی ترجمہ دیا ہے وہ درست نہیں ہے۔ اس شعر میں حضرت عمر فاروقؓ کی تلمیح استعمال کی گئی ہے۔ شعر کے انگریزی ترجمہ میں ''عمر'' سے مراد ''زندگی'' لی گئی ہے اور اس کا ترجمہ ''life'' کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمہ میں ارمغانِ حجاز کا فارسی شعر دے کر حاشیہ میں ڈاکٹر این میری شمل کے تسامح کی وضاحت کر دی ہے۔ انگریزی متن میں رموزِ بےخودی کے ایک شعر کے دوسرے مصرعے کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمہ میں مکمل شعر دیا ہے۔ مگر اس اضافہ کا حاشیہ میں ذکر نہیں کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا تحریر کردہ شعر بھی درست نہیں۔ اس میں لفظ'' مسلم'' کی جگہ پر ''مومن'' آئے گا۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا تحریر کردہ شعر: اصل متن بمطابق کلیاتِ اقبال فارسی

قلب مسلم را کتابش قوّت است   قلبِ مومن را کتابش قوّت است

حکمتش حبل الورید ملت است　　　حکمتش حبلُ الوریدِ ملّت است[۲۱]

۲۔ نعیم اللہ ملک کا ترجمہ متن کے مطابق اور درست ہے۔ انہوں نے ترجمہ میں ارمغانِ حجاز کے ایک کے بجائے دو اشعار دیے ہیں۔ پہلا شعر اضافی ہے۔ اصل متن میں پہلا شعر نہیں دیا گیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے ترجمہ میں اشعار کے حوالہ جات (AH33, R11) بھی نہیں دیے جبکہ انگریزی متن میں یہ دیے گئے ہیں۔ ان کے ترجمہ میں انگریزی متن ''but the eternal leader for humanity'' کا ترجمہ دو بار دیا گیا ہے۔ ترجمہ کے خط کشیدہ حصے اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں۔

اسی طرح دونوں مترجمین نے پہلے جملے کے درج ذیل آخری حصے کا ترجمہ بھی درست نہیں کیا:

''.... and calls Iqbal himself to preach and practice the interior richness of the Divine Book.''

راقم الحروف کے نزدیک مندرجہ بالا اقتباس کا ترجمہ یہ ہوسکتا ہے:

''۔۔۔اور اقبال سے کہتے ہیں کہ وہ خود اس آسمانی کتاب کے (انمول) باطنی حقائق کی تعلیم دیں اور ان کے مطابق عمل کریں۔''

جناب نعیم اللہ ملک نے لفظ ''practice'' کا ترجمہ نہیں کیا۔ اس کے علاوہ قرآنی تعلیمات کے اثرات کے لیے لفظ ''دلفریبی'' موزوں نہیں ہے۔ قرآنی تعلیمات سے دل ہدایت پاتے ہیں، بہکتے نہیں ہیں۔

باب چہارم (ص۳۱۶ تا ۳۷۶) کے ترجمہ (ص ۳۸۷ تا ۴۵۶) سے ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:

The deep veneration and admiration which Iqbal felt for the generations of great practical mystics thanks to whom India had become partly islamized, is palpable in many of his poems, starting with the Bang-i-Dara where he glorifies the refuge of the wanderer, the sanctuary of the mahbub-i ilahi, the divinely Beloved (i.e Nizamaddin Auliya) in Delhi (BD 87), and writes a poem on Abdulqadir Gilani who has been, in India, the object of a whole literature of hymnical praises.)۲۲(

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

''البتہ جن صوفیوں کے ذریعے برصغیر میں اسلام کو فروغ ہوا، ان کی اقبالؒ نے خوب توصیف کی ہے۔ ان میں ایک محبوب الٰہی شیخ نظام الدین اولیاء دہلوی ہیں (ب د: التجائے مسافر) اور دوسرے پیر دستگیر عبدالقادر گیلانی ہیں جن پر اسی کتاب (ب د) میں ایک نظم ہے اور شعرا نے ان کے مناقب فراوانی کے ساتھ لکھے ہیں۔''

ترجمہ از نعیم اللہ ملک:

''محمد اقبال کے دل میں عظیم صوفیہ حضرات کے لیے عزت و احترام کے گہرے جذبات

موجزن تھے جن کی برکت سے ہندوستان میں اسلام کے فروغ میں مدد ملی تھی۔ اس کا اظہار بانگِ درا کی نظم 'التجائے مسافر' سے ہوتا ہے جس میں انہوں نے دہلی کے نظام الدین اولیا کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا۔ اسی کتاب میں انہوں نے عبدالقادر جیلانی کے عنوان سے بھی ایک نظم لکھی ہے۔ (فاضل مصنفہ یہاں غلطی سے مدیرِ مخزن عبدالقادر کو عبدالقادر جیلانی سمجھ بیٹھی ہیں: اصل نظم کا عنوان ہے: عبدالقادر کے نام۔۔۔مترجم)۔ (عبدالقادر جیلانی (۱۰۸۸ء سے ۱۱۶۶ء) اسلام میں تصوف کے پہلے سلسلے کے بانی تھے۔ (تاریخ اسلام میں قادریہ سلسلہ پہلا سلسلہ طریقت نہیں ہے۔۔۔مترجم)۔ پیر دستگیر کو اس امید کے ساتھ نذرانہ عقیدت پیش کیا جاتا ہے کہ وہ روحانی امداد کریں گے۔)(۲۳)

۱۔ مندرجہ بالا انگریزی اقتباس میں ڈاکٹر این میری شمل نے مدیر مخزن، شیخ عبدالقادر کو شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ تصور کرتے ہوئے، ان کا ذکرِ خیر کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اختلافی حاشیہ میں ان کے اس تسامح کا ذکر کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے، ڈاکٹر این میری شمل کی کتاب کا نہ صرف ترجمہ کیا ہے بلکہ اس کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ لے کر، اس کی کمزوریوں کی نشاندہی کر کے اور اپنے ترجمہ میں اختلافی، تحقیقی وتوضیحی حواشی دے کر اصل کتاب کے متن کی تصحیح وتفہیم کے سلسلہ میں گراں قدر علمی وادبی خدمت سرانجام دی ہے۔

۲۔ نعیم اللہ ملک نے انگریزی متن کے ابتدائی حصے کا ترجمہ بہت خوبصورتی سے کیا ہے۔ ان کا ترجمہ سلیس، رواں اور عام فہم ہے۔ انگریزی متن کے آخری حصے کا ترجمہ، قوسین میں دی گئی توضیحات کی وجہ سے مبہم ہو گیا ہے۔ ان کا انگریزی متن کے آخری حصے ''...The object of a whole'' کا ترجمہ درست معلوم نہیں ہوتا۔ اس حصے کا ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ زیادہ درست ہے۔ نعیم اللہ ملک نے انگریزی متن میں دیے گئے زیادہ تر حوالہ جات وحواشی کا ترجمہ نہیں کیا۔ بعض مقامات پر انہوں نے ترجمہ میں ہی قوسین میں حواشی دے دیے ہیں۔ انہوں نے الگ سے توضیحی، تنقیدی اور حوالہ جاتی حواشی کا اہتمام نہیں کیا۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر محمد ریاض کو ان پر فوقیت حاصل ہے۔ تاہم، فاضل مترجم، نعیم اللہ ملک نے ترجمہ میں اشاریہ دیا ہے جس سے ان کے ترجمہ کی افادیت میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا ہے۔

مندرجہ بالا مثالوں کے علاوہ (Gabriel's Wing) اور اس کے ترجمہ ''شہپرِ جبریل'' کے مختلف حصوں سے اصل متن اور ترجمہ کے تقابل وموازنہ سے واضح ہوتا ہے کہ مجموعی طور پر ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ، اصل کتاب کے نفسِ مضمون پر مشتمل ہے۔ یہ ترجمہ تحقیق وتنقید کے اصولوں کو مدِ نظر رکھ کر لکھا ہے۔ تاہم، انہوں نے اس ترجمہ میں اپنے مخصوص اسلوبِ ترجمہ کے تحت کچھ تبدیلیاں کی ہیں اور وہ اس طرح کی تبدیلیوں کو جائز تصور کرتے تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض ترجمہ کرتے وقت جہاں کہیں ضروری سمجھتے تھے متن وحواشی میں سے کچھ مواد کو غیر ضروری سمجھتے ہوئے حذف یا مختصر کر دیتے تھے۔ اسی طرح بعض جگہوں پر توضیحی، تنقیدی اور تحقیقی تبصرہ، رائے یا حواشی کا اضافہ بھی کر دیتے تھے۔ مگر اس سلسلہ میں وہ خاص شعور رکھتے تھے اور احتیاط سے کام لیتے تھے۔ ان کی اس طرح کی تحریفات میں خیر وبھلائی کا پہلو مضمر ہوتا تھا اور یہ تبدیلیاں اصل متن کے مفہوم کے ابلاغ میں رکاوٹ نہیں بنتیں بلکہ اس کا ابلاغ بہتر انداز سے ہو جاتا ہے۔ انہوں نے شہپرِ جبریل کے ''مقدمہ'' میں اپنے اس اسلوب کا ذکر کیا ہے۔ (۲۴)

فن ترجمہ کاری کے اصولوں کے مطابق اگر ترجمہ کرتے وقت اصل متن کے الفاظ کا ترجمہ کیا جائے تو اسے ''لفظی ترجمہ'' تصور کیا جاتا ہے۔ اگر ترجمہ اصل متن کے مفاہیم پر مشتمل ہو تو اسے ''با محاورہ ترجمہ'' قرار دیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ''شہپرِ جبریل'' میں لفظی و با محاورہ دونوں طرح کا ترجمہ نظر آتا ہے۔ بعض ناقدین، ترجمہ میں تحریفات کے قائل نہیں۔ اس لیے وہ اس طرح کے ترجمہ کو ناپسندیدہ قرار دیتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم پر پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے اس حوالے سے تنقید کی ہے اور انہوں نے ان کے ترجمہ کو مایوس کن قرار دیا ہے۔ اپنے مؤقف کی تائید میں انہوں نے انگریزی الفاظ orthodoxy, orthodox اور admirers کے ترجمہ میں مختلف مفاہیم کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمہ کرتے وقت الفاظ کے مفہوم کی یکسانیت کا خیال نہیں رکھا۔ انہوں نے بعض مقامات سے کچھ متن حذف کیا ہے۔ بعض جگہوں پر کچھ اضافے کیے ہیں، حواشی میں حسبِ دل خواہ قطع و برید کرتے ہوئے انہیں مختصر کر دیا اور کہیں حواشی کی تلخیص کر دی۔ ہمارے خیال میں ایسے تصرفات خواہ نیک نیتی سے کیے جائیں، تحریفات کے ذیل میں آتے ہیں اور ایک مترجم کو اصل متن میں کسی ادنیٰ تحریف کا بھی حق نہیں ہے۔ اس لیے زیرِ نظر کتاب کو شمل کی تصنیف کا ترجمہ نہیں بلکہ ترجمہ نما ترجمانی کہنا مناسب ہوگا۔ (۲۵)

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمہ میں جن امور کو کمزوریاں شمار کیا ہے، وہی کمزوریاں نعیم اللہ ملک کے ترجمہ میں بھی نظر آتی ہیں، مثلاً، ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمہ میں زائد اشعار دیے ہیں جن کی ضرورت نہیں تھی۔ نعیم اللہ ملک کے ترجمہ میں بھی زائد اشعار نظر آتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمہ میں انگریزی متن کے حوالہ جات وحواشی کے مقامات تبدیل کر دیے، انہیں مختصر کر دیا یا بالکل حذف کر دیا۔ نعیم اللہ ملک نے الگ سے حوالہ جات وحواشی نہیں دیے اور انگریزی متن کے زیادہ تر حوالہ جات وحواشی کو حذف کر دیا ہے۔

دونوں تراجم میں یکساں نوعیت کی 'تحریفات' کے باوجود ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے نعیم اللہ ملک کے ترجمہ کو ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمہ سے بہتر قرار دیا ہے۔ راقم الحروف کے نزدیک دونوں تراجم درست اور تقریباً یکساں قدر قیمت کے حامل ہیں۔ (۲۶)

حاصل کلام یہ کہ ڈاکٹر محمد ریاض نفسِ مضمون کے مفہوم کے پیشِ نظر افہام و ابلاغِ مطالب کے سلسلے میں تحریفات کے قائل تھے۔ وہ کہیں تحت اللفظی اور کہیں بامحاورہ ترجمہ کرتے تھے۔ ان کے تمام ترجمہ کا بغور جائزہ لینے سے واضح ہوتا ہے کہ ان کی یہ تحریفات بے ضرر تھیں۔ یہ اصلاح اور اختصار کے لیے کی گئی تھیں اور ان کے اسلوبِ ترجمہ کے مطابق درست تھیں۔ ان تبدیلیوں کی بدولت انگریزی متن کا مفہوم بہ حسن وخوبی ادا ہو گیا ہے اور اسے سمجھنے میں آسانی پیدا ہو گئی ہے۔ انگریزی متن میں دیے گئے اردو فارسی اشعار اور قرآنی آیات کے تراجم کی جگہ پر ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمہ میں قرآن آیات اور اصل اشعار دیے ہیں۔ اسی طرح انگریزی متن کی تفہیم اور بعض مقامات پر پائی جانے والی اغلاط کی نشاندہی اور اصلاح کے لیے تحقیقی، تنقیدی اصلاحی اور اختلافی حواشی بھی دیے ہیں جس وجہ سے ان کا ترجمہ ایک تحقیقی کتاب بن گیا ہے اور اس کی افادیت میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔ نعیم اللہ ملک نے 'روحِ جبریل' میں فارسی اشعار کا ترجمہ اور کتاب کے آخر پر اشاریہ بھی دیا ہے۔ اس لحاظ سے ان کا ترجمہ، ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمہ سے بہتر اور مفید تر ہے۔ دونوں تراجم کے جائزہ کے پیشِ نظر کتاب 'Gabriel's Wing' کا نیا ترجمہ قدرے آسانی سے تخلیق کیا جا سکتا ہے۔

فنِ ترجمہ کی بدولت صدیوں پر محیط یونانیوں کا عظیم علمی ورثہ نسل در نسل منتقل ہوتا رہا۔ فنِ ترجمہ کی بدولت ہی دنیا بھر میں دین اسلام پھیلا۔ اسی کی بدولت عظیم مسلم علما، ادبا، شعرا، فلاسفہ اور حکما سے اہلِ یورپ آگاہ ہوئے اور انھوں نے مختلف علمی و ادبی شعبہ جات میں بھرپور ترقی کی۔ عصرِ حاضر میں علمی برتری حاصل کرنے والی قوم ہی دیگر اقوام پر برتری حاصل کرے گی جب کہ پسماندہ رہ جانے والی اقوام کو جبر و استبداد، غربت و افلاس اور سیاسی و معاشی استحصال کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ہمہ جہت ترقی کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ طلبہ میں جستجو، مطالعہ، تحقیق اور عمل کا ذوق پیدا کیا جائے۔ اس کے علاوہ فنِ ترجمہ کو ترقی دی جائے۔ اس ضمن میں، اب تک ہمارے ملک کی صرف چند ایک جامعات (یونیورسٹی آف پنجاب، جی سی یونیورسٹی فیصل آباد، یونیورسٹی آف گجرات، نمل یونیورسٹی اور انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی) میں ہی ترجمہ کے شعبہ جات قائم کیے گئے ہیں۔ مختلف علمی و ادبی شعبہ جات میں ترقی کے لیے ضروری ہے کہ دیگر تمام جامعات میں ترجمہ کے شعبہ جات قائم کر کے دیگر ممالک اور اقوام کا علمی و ادبی سرمایہ اپنے ملک میں لایا جائے اور اسے بنیاد بنا کر تحقیقی عمل کو آگے بڑھایا جائے۔ اس ضمن میں پہلے سے موجود تراجم کا معیار بھی بہتر بنایا جائے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ این میری شمل ، پروفیسر ڈاکٹر، شہپرِ جبریل ، مترجم : ڈاکٹر محمد ریاض ،لاہور : گلوب پبلشرز ، بار اول ، ۱۹۸۵ء،ص ۴

۲۔ ایضاً،ص ۵ تا ۷

سلیم اللہ شاہ ، Gabriel's Wing کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ، تحقیقی مقالہ ایم فل اقبالیات ،نگران : پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۲۰۰۲ء،ص ۴ تا ۷

سعیدہ مہتاب، ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس، تحقیقی مقالہ ایم فل اقبالیات ،نگران: پروفیسر ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی، اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۱۹۹۹ء،ص ۳۹

۳۔ ایضاً،ص ۷

۴۔ ایضاً،ص ۷ تا ۸

۵۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی مترجمہ کتاب کے باب اول (مشتمل بر صفحات نمبر ۱۳ تا ۱۱۳) میں درج ذیل صفحات پر توضیحی ،تنقیدی، تحقیقی اور اختلافی حواشی دیے ہیں اور ان کے ساتھ قوسین میں لفظ ''مترجم'' لکھ کر، ان کی حیثیت متعین کی ہے:

۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ تا ۳۳، ۳۸، ۴۲ تا ۴۳، ۵۳ تا ۵۷، ۵۹ تا ۶۱، ۶۶، ۶۷، ۷۰ تا ۷۲، ۷۷ تا ۸۰، ۸۳، ۸۶ تا ۸۷، ۸۹، ۹۱، ۹۲، ۹۸، ۱۰۲، ۱۰۸، ۳۴ = ۱۱۳ عدد صفحات

اصل کتاب کے ہر باب کے شروع تا آخر حواشی کے نمبر ۱، ۲، ۳،.... ۴ کی مسلسل صعودی ترتیب سے دیے گئے ہیں۔ باب نمبر ۱ میں ۱۳۴ حواشی دیے گئے ہیں۔ ترجمہ میں ہر صفحہ پر حواشی، نمبر ۱ سے شروع کر کے دیے گئے۔

۶۔ این میری شمل، Gabriel's Wing، (لاہور: اقبال اکیڈمی، بار دوم، ۱۹۸۹ء)،ص viii

۷۔ این میری شمل ، پروفیسر ڈاکٹر، شہپرِ جبریل، (اردو ترجمہ)،ص ۱۲

۸۔ این میری شمل، Gabriel's Wing،ص 10

۹۔ این میری شمل ، پروفیسر ڈاکٹر، شہپرِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض،ص ۲۴

این میری شمل ، پروفیسر ڈاکٹر، روحِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: نعیم اللہ ملک، (لاہور: ابوذر پبلی کیشنز، 241-D، جرنلسٹس کالونی، بار اول، ۲۰۱۵ء)،ص ۲۰

۱۰۔ این میری شمل، Gabriel's Wing،ص 85

۱۱۔ این میری شمل ، پروفیسر ڈاکٹر، شہپرِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض،ص ۱۱۳

این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، روحِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: نعیم اللہ ملک، ص ۸۹

۱۲۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، زبورِ عجم فارسی، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۹/ ۵۹/۹۴۱

حمید یزدانی، ڈاکٹر خواجہ، شرح ارمغانِ حجاز فارسی (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ب ن، ۲۰۱۰ء)، ص ۵۴

۱۳۔ این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، شہپرِ جبریل، (اردو ترجمہ)، ص ۱۱۳

۱۴۔ این میری شمل، Gabriel's Wing، ص201

۱۵۔ این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، شہپرِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۲۴۶

این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، روحِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: نعیم اللہ ملک، ص ۲۲۰

۱۶۔ این میری شمل، Gabriel's Wing، ص312

۱۷۔ این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، شہپرِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ۳۸۲

این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، روحِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: نعیم اللہ ملک، ص ۳۳۸

۱۸۔ این میری شمل، Gabriel's Wing، ص312

۱۹۔ این میری شمل، Gabriel's Wing، ص227

۲۰۔ این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، شہپرِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۲۷۸

این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، روحِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: نعیم اللہ ملک، ص ۲۴۸

۲۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، رموزِ بےخودی، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۱۰۱

۲۲۔ این میری شمل، Gabriel's Wing، ص370 تا371

۲۳۔ این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، شہپرِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۴۵۰

این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، روحِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: نعیم اللہ ملک، ص ۳۸۹ تا ۳۹۰

۲۴۔ مزید دیکھیں:

Gabriel's Wing	شہپرِ جبریل	غور طلب امور
صفحات نمبرز	صفحات نمبرز	
2	۱۵	کچھ مواد حذف کیا گیا ہے۔
4	۱۶	
6	۱۹	
7	۲۱	نامکمل ترجمہ
11،10	۲۴	حوالہ نمبر ۱۷ اور ۱۸ کا ترجمہ نہیں دیا گیا۔

12	۲۷	ترجمہ نامکمل ہے۔ حوالہ میں ''مترجم'' کا ذِکر کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حاشیہ انہوں نے خود لکھا ہے۔ حالانکہ یہ حاشیہ اصل کتاب سے ہے۔
225	۲۷۵ تا ۲۷۶	اصل کتاب میں حواشی قدرے مفصل ہیں ترجمہ میں حواشی مختصر کر کے دیے گئے ہیں۔
375	۴۵۵	ترجمہ متن سے کچھ مختلف ہے۔
386 تا 387	۴۶۸ تا ۴۶۹	

۲۵۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر پروفیسر، ۱۹۸۵ء کا اقبالیاتی ادب، ایک جائزہ (لاہور: اقبال اکیڈمی)، ص ۳۳ تا ۳۵

۲۶۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر پروفیسر، کاروانِ اقبالیات: حالیہ پیش رفت، مشمولہ: سہ ماہی ''اقبال''، جلد ۶۳، شمارہ ۱۔۴ (لاہور: بزمِ اقبال، جنوری تا دسمبر ۲۰۱۶ء)، ص ۲۵۱ تا ۲۵۲